



یوم شیبانی

عبدالقدوس سے ہاشمی

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی متولد ۱۳۱ھ و متوفی ۱۸۹ھ قانون بین الممالک کے بانی، حضرت امام مالک متوفی ۱۷۹ھ، حضرت امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ، حضرت امام اوزاعی متوفی ۱۷۵ھ اور حضرت امام ابو یوسف متوفی ۱۸۲ھ کے شاگرد تھے، ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی بہت سے علمائے وقت سے انھوں نے استفادہ کیا تھا۔

امام محمد شیبانی کے تلامذہ میں اُس وقت کے حلیل القدر ائمہ فن اور قضاة عصر داخل ہیں جن میں حضرت امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔

امام شیبانی قانون بین الممالک کے بانی اول سمجھے جاتے ہیں، قانون کی تاریخ پر تحقیقی کام کرنے والوں کی رائے ہے کہ امام شیبانی سے پہلے دنیا میں کہیں قانون بین الممالک پر کوئی سند دینی کام نہیں ہوا۔ اس لئے دنیا کی کسی زبان میں ایسی کسی تحریر کا نشان نہیں ملتا جسے قانون بین الممالک کہا جاسکے۔

فقہ حنفی میں ظاہر الروایۃ یا متون ستہ کے نام سے جو اولین کتابیں ہیں وہ تمام تراجم شیبانی کی تصنیفات ہیں، ان ہی پر فقہ حنفی کی بنیادیں قائم ہیں۔ فقہ حنفی میں جب صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ کے دونوں رفقاء کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد امام ابو یوسف اور امام محمد شیبانی ہوتے ہیں اور جب طرفین کا لفظ آتا ہے تو اُس سے امام ابوحنیفہ اور امام محمد شیبانی مراد ہوتے ہیں۔ اور جب شیخین کہا جاتا ہے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف مقصود ہوتے ہیں۔

حضرت امام شیبانی کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد تھا یہ نبی شیبان کے موالی میں تھے اس لئے ان کی نسبت الشیبانی ہے۔ یہ اصلاً حرسہ (غوطہ - دمشق) کے تھے مگر ان کی ولادت ۱۳۱ھ میں بمقام واسط ہوئی تھی۔

۱۸۹ء میں جب امام شیبانی رحمۃ اللہ کا بمقام سے انتقال ہوا تو خلیفہ ہارون الرشید نے خود نماز جنازہ پڑھائی تھی اور بڑے افسوس اور دلی اندوہ کے ساتھ کہا تھا:

”لو آج علم فقہ کوزمین میں دفن کر دیا“

تصنیفات سے: امام محمد بن حسن شیبانی کی تصنیفات کے نام یہ ہیں:-

- | | |
|--------------------------------|-----------------------|
| ۱- کتاب المبسوط | ۲- الجامع الكبير |
| ۳- الجامع الصغير | ۴- السيرة الكبير |
| ۵- السيرة الصغير | ۶- الزيادات |
| ۷- كتاب الموطأ | ۸- كتاب الآثار |
| ۹- الامالی | ۱۰- المخارج في الحيل |
| ۱۱- الاصل | ۱۲- المحجج المبين |
| ۱۳- الاکتساب فی الرزق المستطاب | ۱۴- الاحتجاج علی مالک |
| ۱۵- الحجة جانیات | ۱۶- الرقیات |
| ۱۷- زیادة الزیادة | ۱۸- العقائد الشیبانیة |
| ۱۹- کتاب الاکراء | ۲۰- کتاب الشروط |
| ۲۱- کتاب مناسک الحج | ۲۲- کتاب السمعیات |
| ۲۳- الکیانیات | ۲۴- کتاب الکسب |
| ۲۵- البارونیات | |

یہ سچیس کتابیں تو وہ ہیں جن کی ہم کو خبر ہے، باقی اور بھی بہت سی کتابیں انہوں نے لکھی تھیں جن کی اطلاع ہمیں نہیں ہے۔

ان کتابوں میں سے ابتدائی چھ کتابیں حنفی فقہ میں متون ستہ یا ظاہر الروایۃ کہلاتی ہے۔

ان سچیس کتابوں میں سے نمبر ۱۳ تک کی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ممکن ہے کہ اور بھی کچھ کتابیں طبع ہو چکی

ہوں جن کی ہمیں خبر نہ ہو۔

امام محمد شیبانی کا تذکرہ تراجم، تذکرہ اور طبقات حنفیہ کی تقریباً تمام کتابوں میں مثلاً و فیات الاعیان

لابن نعلکان، الجوامع المصنوعه للقرشی، الفوائد البهیة لعبدالحئی الکنوی، صدیۃ العارنین لاسامیل باشا البغدادی، الاعلام
نخیر الدین الزرکل وغیرہ میں موجود ہے۔

علامہ محمد زاہد الکوثری سابق مفتی دولت عثمانیہ نے جن کا ابھی چند سال ہوئے القاہرہ میں انتقال ہوا ہے،
امام محمد بن الحسن الشیبانی کی سیرۃ پر ایک پُر از معلومات کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے، بلوغ الامانی فی سیرۃ الشیبانی

یوم شیبانی

امام محمد شیبانی کا انتقال ۱۸۹ھ ہجری میں ہوا تھا، ۱۳۸۹ھ ہجری میں ان کی وفات کو پورے بارہ سو سال
ہو گئے۔ اس مناسبت سے اہل علم حضرات نے بارہ سو سالہ یادگار منانے کا فیصلہ کیا۔ اور علمی اجتماعات کئے گئے۔
پیرس اور روما کے قانون داں اس میں پیش پیش تھے، عرب اور اسلامی ممالک میں بھی کچھ تھوڑی بہت
آواز باز گشت سنائی دی۔

چونکہ یہ خیال دیر سے پیدا ہوا اس لئے پیرس یونیورسٹی نے اپنا پروگرام چند ماہ کے لئے مؤخر کر کے ۱۳۹۰ھ
ہجری میں یادگار اجتماع کا فیصلہ کیا۔ مگر پیرس کے مسلمانوں نے ۱۳۸۹ھ ہجری کے ختم ہونے سے پہلے ہی اپنا جلسہ
منعقد کر لیا۔

اس جلسہ کی مختصر و داد و دو تہ عالم اسلامی کے ہفتہ وار انگریزی جریدہ مسلم ورلڈ کراچی میں اُس کے
نامہ نگار خصوصی کے قلم سے اشاعت مورخہ ۵ محرم ۱۳۹۰ھ ہجری (مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۷۰ شمسی) میں
شائع ہوئی ہے۔ ذیل میں ہم اس کا ترجمہ تاریخی فکر و نظر کے لئے پیش کر رہے ہیں:

۱۳۸۹ھ ہجری میں حضرت امام محمد شیبانی کی وفات کو بارہ سو سال ہو گئے، امام شیبانی، عہد
ہارن الرشید کے مشہور اور مسلم قانون داں تھے مسلم ممالک یکے بعد دیگرے اُن کی یاد مناسبتے ہیں اور
مغربی ممالک بھی یکے بعد دیگرے امام شیبانی کو خراج پیش کر رہے ہیں۔

جامعہ پیرس کے شعبہ قانون نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت امام شیبانی کی یاد میں بڑے پیمانہ اور
شاندار طریقہ پر یوم شیبانی منایا جائے۔ لیکن ۱۳۸۹ھ ہجری کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اس کی وسیع پیمانہ پر
تیاری ممکن نظر نہیں آئی۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ پچھلے دنوں طلبہ کے ہنگاموں میں جو تعلیمی نقصان ہوا اس کی
تعمیل میں پروفیسر صاحبان کی مصروفیتیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ چنانچہ یونیورسٹی نے اس پروگرام کو چند ماہ
کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ اب غالباً آئندہ تعلیمی سال کے دوران میں جامعہ پیرس کے پروفیسر قانون اسلامی

موسیر، جردانش صاحب کے زیر اہتمام یوم شیبانی منایا جائے گا۔ جامعہ پیرس کی طرف سے توجہ چند ماہ کے بعد یوم شیبانی منایا جائے گا۔ لیکن مسلمان پیرس نے اپنا پروگرام ملتوی نہیں کیا بلکہ ۱۳۸۹ھ ہجری کے ختم ہونے سے دس دن پہلے ہی ۲۱ ذی الحجہ کو ایک عظیم الشان جلسہ اس سلسلہ میں منعقد کیا۔ مسجد پیرس کے عیدال میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا بڑا اجتماع ہوا، اس میں پروفیسر صاحبان، سیاسی نمائندگان اور عام لوگ سب ہی شریک تھے۔

ہال مسجد اور منارہ وغیرہ کو اس موقع پر نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، ایسا خوبصورت چراغاں تھا کہ راستوں سے گزرنے والے بھی رک کر اسے دیکھنے لگتے تھے۔ اس جلسہ میں عربی اور فرنیچ دونوں زبانوں میں اہل علم حضرات نے تقریریں کیں۔

مسلم ادارہ پیرس کے شریک ناظم ڈاکٹر دیل بوبکر نے اپنی تقریر میں امام محمد شیبانی کے دوران کے ماحول اور ان کی زندگی نیز اُس زمانہ کے معاشرتی حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ نے امام شیبانی کے حالات زندگی بیان کئے اور ان کے علمی کارناموں پر تفصیلی بحث کی۔ سلسلہ تقریر میں انھوں نے بتایا کہ امام شیبانی کے سرپرست یعنی خلیفہ ہارن الرشید نے فرانس کے شہنشاہ شاہ لیمان کو جو تحفے بھیجے تھے، ان میں سے بعض پیرس سیشن لائبریری کے شعبہ مسکوکات و تمنہ جات میں آج تک محفوظ ہیں۔ انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ امام شیبانی، امام ابو حلیفہ، امام اوزاعی اور مہبت سے فقہاء کے ساتھ ساتھ امام مالک کے بھی شاگرد تھے، ابن الفرات فاتح صقلیہ نے فقہ ان ہی سے پڑھی تھی، اور بعد کو فقہ مالکی کا مشہور متن الاسدیہ لکھ کر تیار کیا، یہی متن الاسدیہ ہے جس کی شرح سخون نے المدونۃ البکری کے نام سے کی، اور المدونۃ آج تک فقہ مالکی کی سب سے مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔

فاضل مقرر نے یہ بھی بیان کیا کہ جٹینین کو ڈبے بجا طور پر مغربی ممالک میں شہرت حاصل ہے، بالکل ایسی ہی کتاب ہے جیسی کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی مرتب کرائی ہوئی کتاب فتاویٰ عالمگیری ہے۔ ایک ہزار سال کی طویل مدت میں روئے تو ان میں پر جو بہت سی کتابیں لکھی گئی تھیں، قانون دانوں کی ایک جماعت نے ان کا مطالعہ کیا، متعارض اور متضاد احکام میں سے جو کچھ انھوں نے اپنے زمانہ کے لئے مناسب سمجھا ان کا انتخاب کر لیا، اور جٹینین کو ڈبے میں کر تیار ہو گیا۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کے برخلاف امام شیبانی کے سامنے ایسا مواد کوئی موجود نہ تھا، انہیں سب کچھ خود اپنی ہی قوت استنباط سے پیدا کرنا پڑا۔ ان کی

کتاب الاسس میں ساٹھ ابواب ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے مقابل کوئی چیز رومن قانون کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔

پروفیسر عبداللطیف الصباغ نے امام شیبانی کی تصنیفات کا ان کے معاصر یورپین فرمان و اشار لیماں کے ضوابط و احکام سے مقابلہ کر کے بتایا کہ بادشاہ شارلیماں اگرچہ فرانس، جرمنی اور اطلی تینوں ممالک کا فرمان و اشار لیکن اگر خلیفہ ہارن الرشید کے زیر نگیں ممالک کی وسعت کا مقابلہ شارلیماں کی مقبوضات سے کیا جائے تو اس یورپی بادشاہ کی سلطنت ایک چھوٹی سی حکومت نظر آتی ہے۔ ہارن الرشید کی خلافت کی سرحدیں چین سے لے کر تونس تک پھیلی ہوئی تھیں اور اگر اندلس کے مسلمان خلافت سے الگ ہو جانے کا فیصلہ نہ کر لیتے تو اسپین بھی اس میں داخل ہوتا۔

اسی طرح امام محمد شیبانی کی کتاب الاصل پانچ ہزار صفحات سے بھی زیادہ ضخامت رکھتی ہے، اور شارلیماں کے سامنے قوانین کا مجموعہ پچاس صفحات سے زیادہ نہیں۔ اور ان پچاس صفحات میں بھی زیادہ تر احکام شاہی صرف خاص کے بدرست سے متعلق ہیں۔

قان کریم نے ہارن الرشید کے تفصیلی موازنہ آمد و خرچ کا مخطوطہ شائع کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ ہمیں شارلیماں کے خزانہ شاہی میں داخل ہونے والی آمدنی کا کوئی قیاسی خاکہ بھی معلوم نہیں ہے۔

عہد شارلیماں کے قانون منکحات میں لڑکیاں ماں باپ کے ہاتھوں سے فروخت کی جاتی ہیں اور انہیں دم مانے کی اجازت نہیں ہے۔ مسیحی پیشوایان مذہب تک تعدد ازدواج پر عادتاً عامل نظر آتے ہیں۔ کوئی عورت اگرچہ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہی کیوں نہ ہو کسی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں ہو سکتی تھی، وصیت اور مہر ناموں کی ان دنوں یورپ میں خبر ہی نہ تھی۔

پروفیسر العلی مفتی اعظم فرانس نے امام شیبانی کی ذہنی قوت اور فکری صلاحیت کو دل کھول کر خراج تحسین ادا کیا۔ اور تفصیل کے ساتھ ان کی کتاب الحیل پر بحث کی۔ تقریروں کے بعد بہت سے سوالات حاضرین کی طرف سے کئے گئے جن کے تشفی بخش جوابات مقررین نے بیٹے اور سائلین نے جوابات پر اطمینان کا اظہار کیا۔

بعد کو چائے کافی کے وقت میں بہت سے یورپین حضرات نے اپنے غیر معمولی تاثرات کا اظہار کیا اور یہ اعتراف کیا کہ تقاریر ان کی توقعات سے کہیں زیادہ معلومات آفرین تھیں۔